www.novelsclubb.com
mehak_arif_official
تمناؤں
کا
تعاقب
از قلم پاکیزہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

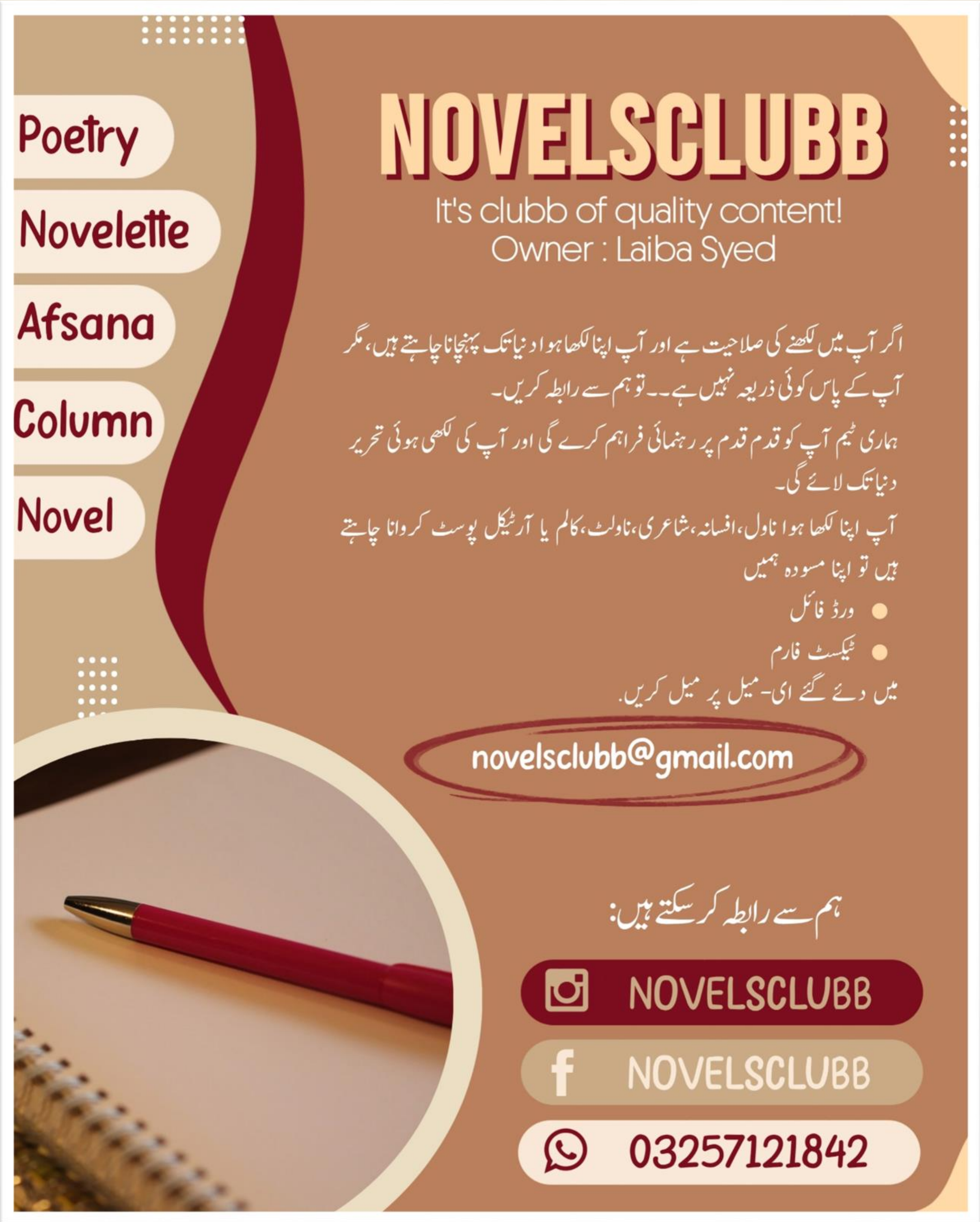
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمناؤں کا تعاقب

از قلم

پاکیزہ اسلم

ناول "تمناؤں کا تعاقب" کے تمام جملہ حق لکھاری "پاکیزہ اسلم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ
کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت
درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا
استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔
کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

تمناؤں کا تعاقب

از قلم پاکیزہ اسلم

باب پنجم: سفر

سفر انسان کے اختیار میں ہے، پر

منزل پہ پہنچنا اس کے اختیار میں نہیں

زندگی میں کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے

انسان منزل پر پہنچنے کے بعد بھی

منزل سے دور ہوتا ہے لمحوں کے فاصلے

صدیوں کی مسافت طے کر چکے ہوتے ہیں

اور سمندر میں بچ جانے والے

ساحل پہ ڈوب جاتے ہیں

رات بھر چمکنے والے ستارے،

صبح صادق سے پہلے اپنا وجود کو دیتے ہیں

زندگی میں بہت کچھ تدبیر سے

تقدیر اور توفیق سے ملتا ہے

اگر زندگی میں تدبیر ہی

سب کچھ ہوتی تو کوئی بھی

انسان کبھی زندگی میں حادثے کا شکار نہ ہوتا

زندگی میں یوں بھی ہوتا ہے جگہ اور لوگ وہی ہوتے ہیں

لیکن وقت کی تیز دھار کے ساتھ بدل جاتے ہیں

درخت بھی وہی ہوتے ہیں اور ہوا بھی، وہ پرندے بھی

وہاں چہک رہے ہوتے ہیں سب کچھ وہیں موجود رہتا ہے

سوائے آپ کے یا ہمارے

راستے وہی رہتے ہیں

مگر راہی بدل جاتے ہیں

ہمیں ان راستوں پر گزر

کے بھی انکو پیچھے چھوڑنا پڑتا ہے کیوں کہ

شاخوں پر اب نئے پرندے بس چکے ہوتے ہیں

کبھی کبھی وہ اسٹیشن اور بینچ ہم سے

ایک ہی سوال کرتے ہیں اور کھوئے ہوئے لوگوں کا

پتہ پوچھتے ہیں جن کا تعاقب اور انتظار ہماری

نظریں دور تک کرتی ہیں اور یہی انتظار کرتے ہیں

کسی لاحاصل انتظار میں ٹرین چھوڑنے والے

پلیٹ فارم پہ ہی رہ جاتے ہیں

اگلا سٹیشن۔۔۔۔

ان کا مقدر نہیں ہوتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا،امریکہ

کیلیفورنیا کا موسم وہاں کے لوگوں کے مزاج سے مختلف تھا آسمان پر کالے سیاہ بادل چھائے تھے جیسے ابھی برسنے کو تیار ہوں ٹھنڈی ہوا موسم کو مزید حسین کیے ہوئے تھی یونیورسٹی کے باہر اور اندر لوگوں کا ایک ہجوم تھا کوئی جارہا تھا اور کوئی آرہا تھا ہر کسی کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکراہٹ تھی موسم کی بدولت

انسانوں کے مزاج اور موسم کا آپس میں ایک عجیب سا تعلق ہے موسم گرم ہوتا ہے تو لوگ غروب ہو جاتے ہیں جب ٹھنڈا ہوتا ہے تو لوگوں کے مزاج بدل جاتے ہیں۔

یونیورسٹی کے سامنے موجود فٹ پاتھ پر دو سائیکل لیے کھڑا یونیورسٹی کی طرف دیکھتا کیلین کے آنے کا انتظار کر رہا تھا تھوڑی دیر بعد اس کو وہ یونیورسٹی سے باہر اتی دکھائیں گی وہ بلیک کلر کی لوز شارٹ اور ٹراؤزر میں بیگ کندھے سے گزار کر آگے کی طرف لٹکایا ہوا تھا سر پر پہنی کیپ اس کے بال اطراف میں بکھیرے ہوئے تھی۔ کیپ شاید دھوپ کی احتیاط کی

وجہ سے پہنی تھی طلحہ نے دور سے اپنا ہاتھ ہوا میں لہرا کر اس کو متوجہ کیا تھا سڑک کے دونوں طرف میں دیکھتے وہ احتیاط جس کی طرف بڑھی۔

کیسی ہیں آپ، اس کی آنکھیں قدرت کے خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی

ہمیشہ کی اچھی ہوں، اس کی توقع کے مطابق وہ خوشگوار لہجے میں مخاطب ہوئی۔

اور حسین بھی، اس نے خود سے کہہ تھا "سائیکل پہ چلے گی ساتھ ؟" بہت ادب کی اجازت مانگی گئی تھی

کیلین نے سائیکل کی طرف جو اس نے اس کی طرف بڑھائی تھی وہ سائیکل کی باسکٹ میں پنک کلر کی ٹیولپ رکھے تھے شاید معذرت کے لیے اس نے ذرا سا جھک کے ان کی خوشبو محسوس کی "بہت پیارے ہیں یہ "وہ مسکرائی اور سائیکل اس سے لی

مگر آپ سے کم کیلین صاحبہ، اب کی بار اس نے براہِ راست کہا تھا

وہ کھل کھلا کر ہنس دی۔

یہ ہنسی وہ ساری زندگی بھی سنتا تب بھی اس کی طلب پوری نہ ہوتی اسے یقین تھا

سائیکل پر چلتے وہ تھوڑی دور آئے جہاں لوگوں کی موجودگی نہ ہونے کے برابر تھے وہ اب بھی فٹ پاتھ پر تھے کیلین سائیکل چلاتے اس کے آگے تھی اور وہ سائیکل پکڑ کر چلتا ہوا اس کے مقابل آنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اس سے تھوڑا دور تھا جب کیلین نے رک کر اس کو مخاطب کیا

تم اتنا پیچھے کیوں ہو سائیکل چلا کر آؤ نہ، آواز تھوڑی بلند تھی وہ بنا کچھ کہے اس کے برابر آیا

تم اسے چلا کیوں نہیں رہے ہو، اس نے حیرانی سے دوبارہ پوچھا

اب میں اس کا جواب دوں گا تو آپ ہنسو گی مجھ پہ، اس کی طرف دیکھتے بولا وہ اب دوبارہ چلنے لگے تھے

ایسا بھی کیا جواب ہو گا کہ میں تم پہ ہنسوں گی، وہ حیران ہوئی

اچھا نہیں ہنسوں گی بتاؤں، وہ دونوں ایک جگہ رک گئے

مجھے سائیکل چلانی نہیں آتی ہے، اور پھر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی

دیکھا میں نے کہہ تھا نہ، وہ اب چلنے لگا

مجھے اس چیز کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ بات یہ ہو گی بس اس لیے، مسکراہٹ اب بھی چہرے پر موجود تھی

ہاں بس اسی لیے میں نے نہیں بتایا پہلے،

تمہیں وہاں کی سائیکل چلانی نہیں آتی، اس سامنے آتے اس نے بے یقینی سے سوال کیا تھا

آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ سے جھوٹ بولوں گا، اب حیران ہونے کی باری اس کی تھی

ہاں تم اس لیے بھی تو جھوٹ بول سکتے ہو لیکن اگر تم سائیکل چلاؤ گے تو تم میرے سے آگے چلی جاؤ گے اور میں ہار جاؤں گی اور تم ایسا نہیں چاہتے، یہ سب بولتے وہ واقعی اس کو ایک فکشنل بک کی رائٹر لگ رہی تھی

مجھے نہیں پتا تھا رائٹرز کو اتنی خوش فہمی ابھی ہوتی ہے، وہ ہنسا تھا

خوش فہمی نہیں یقین ہے، اسے ایک لمحے کے لیے احساس ہوا کہ سب لوگ غلط کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں زیادہ حسین ہے شاید اس لیے کیونکہ ان لوگوں نے طلحہ ذوالفقار کی مسکراہٹ نہیں دیکھی ہو گی

اگر مجھے سائیکل چلانی آتی تو واقعی ہی یہ وجہ ہوتی مگر مجھے واقعی سائیکل چلا رہی نہیں آتی

حضور۔

تمہیں لڑکا ہو کر سائیکل چلانی نہیں آتی سچ میں، اچھے سے، اب بھی یقین نہیں آیا تھا

کیا لڑکا ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کو سائیکل چلانی آتی ہو،

اب میں ایسا بھی نہیں کہا، آنکھیں گھمائیں

وہ دوبارہ چلنے لگے تھے اب کی بار کیلین سائیکل کو طلحہ کی طرح پکڑ کر اس کے ساتھ چلنے لگی

تم پاکستان سے امریکہ کیوں آئے تھے، دوبارہ بات شروع کی۔

پڑھنے کے لیے، اس کا چہرہ ایک لمحے کے لیے تاریک ہوا تھا۔

تمہاری فیملی میں کون کون ہے، اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔

میں اور میرے فادر،

اور موم، وہ رک کے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

ان کی ڈیتھ کے بعد میں امریکہ آگیا تھا اور اس کے بعد اب تک واپس ہی نہیں گیا، اس کی آواز مدھم تھی۔

تو ان کی ڈیتھ کے تو امریکہ کیوں آئے، اسے ہو جہ سمجھ نہیں آئی

اپنے گناہوں سے فرار حاصل کرنے کے لیے، آواز اتنی آہستہ تھی کہ وہ سن نہ سکی۔۔

"کیا"؟

میری موم امریکہ سے تھی اس لیے میں یہاں آگیا۔۔

اور میری موم پاکستان سے تھی لاس اینجلز رہتے تھے ہم،

تو یہاں کیلیفورنیا کیسے آئی پھر، اس نے تاثرات نارمل ہو رہے تھے۔

ڈیڈ کے بزنس کی وجہ سے ہم کیلیفورنیا شفٹ ہو گئی اور میری مائیگریشن اس یونیورسٹی میں ہو گئی،

تم مس کرتے ہو اپنی موم کو، اس اپنا سانس سینے میں رکتا ہوا محسوس ہوا وہ اس موضوع پر کم سے کم کیلین کے ساتھ گفتگو نہیں کرنا چاہتا ہے۔

کون نہیں کرتا، بہت مشکل سے جواب دیا تھا، وہ اسے چھوڑ کر جانے کا بھی نہیں کہہ سکتا تھا

عجیب مشکل تھی

اچھا اب میں چلتی ہو کافی وقت ہو گیا کل ملتے ہیں، فون پر ٹائم دیکھتے ہی وہ اس سے مخاطب

ہوئی

او کے کل ملتے ہیں خدا حافظ، وہ وہیں کھڑا اس کو دور جاتا دیکھنے لگا کچھ یاد آتے اس نے اپنا رُخ

مخالف سمت کیا اور تیزی سے سائیکل چلتا کہیں جانے لگا، پر اسے تو سائیکل چلانی نہیں آتی تھی

نہ

اپنے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے سائیکل تیزی سے گرائی اور اندر کی طرف بڑھا۔

دروازہ پہلے سے کھلا ہوا تھا وہاں کوئی پہلے سے موجود تھا اور وہ جانتا تھا وہ شخص کون ہے

تم نے کیلین کو کچھ کہا ہے کیا، بنا کچھ سمجھنے کا موقع بھی دیے اس نے جیک کا گریبان

پکڑتے سوال کیا۔

تمہیں لگتا ہے تمہارے ہوتے ہوئے اس کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے، بولتے اس نے اپنا گریبان آزاد کرایا

تم نے میری اور میرے پاسٹ کے بارے میں کسی سے کچھ کہا ہے،اس کی آواز بلند نہیں تھی پر مدھم بھی نہیں تھی۔

گھٹیا ہوں مگر اتنا بھی نہیں کہ اب دوستوں کے عیب دوسروں کو بتاتا پھروں میں،اس کے جواب پر وہ خاموش رکھا

میں یہاں اس طرح کی کسی بحث کے لیے نہیں آیا تمہارے ڈیڈ کی کال آئی تھی مجھے پارسل بھیجا ہے تمہارے لیے پاکستان سے دیکھالینا،اتنا کہہ کر وہ باہر جانے لگا کہ طلحہ کی آواز پر وہ رکا

انہوں نے مجھے میری موم کے بارے میں سوال کیا اور یہ میرے لیے بالکل غیر متوقع تھا، جیک کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔

Clubb of Quality Content!

کبوتر آنکھیں بند کرلے گا تو وہ بچ نہیں جائے گا وہ تمہاری موم ہے کوئی دوست نہیں ہے جس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کرے گا،وہ جاتے جاتے پھر رکا۔

تم تب بھی غلط تھے جب تم پاکستان چھوڑ کر تم اب بھی غلط کر رہے ہو اگر اس نے تمہارے ساتھ رہنا ہوا تو عیب کے ساتھ بھی رہ لے گئی یہ دنیا ہے یہاں من چاہی محبتیں نہیں ملا کرتی،

کہہ کر وہ رکا نہیں وہاں پر

دوستوں کو اتنا سچ نہیں بولنا چاہیے جس کو برداشت کرتے کرتے انسان کا خود کا وجود بے معنی ہو جائے"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور،پاکستان

احمر لائٹ بلو کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس ذوالفقار رضا کے آفس میں اکتایا ہوا بیٹھا تھا۔

ذوالفقار رضا جو سفید سوٹ شلوار پر کوٹ پہنے چائے کا کپ ہاتھ میں لیے سامنے موجود احمر کے بات سنے میں مصروف تھے چہرے کے تاثرات کچھ مختلف نہیں تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپ مجھے بتائیں میں نے ایسا کون کا گناہ کیا ہے جو میرے ٹرانسفر آپ نے طلحہ کے ساتھ

کروایا دیا آپ بے شک مجھے پانچ دس ہزار کم دے دیتے مگر میں اس سر درد سے تو بچ

جاتا۔

مجھے لگتا اب تم بہت زیادہ اوور ی ایکٹ کر رہے ہو، انہوں نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا

وہاں چائے کے ساتھ مختلف قسم کی اور بھی چیزیں موجود تھی

میں اوور ایکٹ کر رہا ہوں، آپ اچھی طرح واقف ہیں اپنی اولاد سے پھر بھی ایک عام سے

پیپر کے دستخط کے لیے مجھے اتنے چکر لگنے پڑتے ہیں اس کے آفس کے جیسے میں کوئی

اللیگل کام کر رہا ہوں،

پہلی بات تو وہ آفس آتا ہی نہیں اگر کبھی غلطی سے راستہ بھول جائے تو آفس کی ایل ای ڈی پر

اینیمیٹڈ موویز دیکھتا رہتا ہے،اس نے سانس لے سامنے موجود چائے کا کپ ہاتھ میں لیا

آہہ میں بات کروں گا اس سے،وہ گہری سانس لے کر رہ گئے

ہاں جیسے آپ کی بات تو وہ سن لے گا اگر میں غلطی سے اس کے پاس زیادہ بار چلا جاؤ آفس، تو کہتا تمہیں میرے باپ نے رکھا ہے تو آفس بھی ان کے جایا کرو اور مزید جواب یہ کہ صبح صبح پہلے ہی گھر سے باپ شکل دیکھ کہ آتا ہوں اور پھر تم میرے سر پر سوار ہو جاتے ہو میرا دن خراب کرنے کے لیے۔ میری یہاں صحت خراب ہو رہی ہے اور طلحہ ذوالفقار کو اپنے دن کی فکر ہے حد ہے، اس کا بس چلتا تو وہ طلحہ وہ قتل کر دیتا۔

فلحال مجھے یہ بتاؤ کسی کام سے آئے ہو یا اس طلحہ کی شان میں قصیدے پڑھنے۔۔۔

آیا تو کام سے ہی پر کیا ہے نہ آپ کا چہرہ دیکھتے آپ کے بیٹے کی شان میں قصیدے یاد آ جاتے ہیں مجھے، اس پر طلحہ کا اثر ہو گیا تھا ہر بات کا الٹا جواب دینے میں

میرے بیٹے کی شان میں کتاب بعد میں لکھنا پہلے کام بتاؤ اور بھی بہت ضروری کام ہے مجھے ابھی، انہوں نے سامنے موجود ٹیبل پر رکھی فائل اٹھائی

اس فائل پر سائن چاہیے تھے طلحہ کہ پر اس کے ساتھ دماغ خراب کرنے کی بجائے فائل آپ کے پاس لے کر آیا ہوں کیونکہ یہ ضروری ہے، اب وہ سیریس ہوا

کس بارے میں ہے یہ، نظریں فائل پر تھی

جن مشینز پر کام کیا جاتا ہے یہ ان سے ریلیٹڈ ہے کہ اگر ان میں کوئی بھی خرابی ہو اور اس وجہ

سے کسی کی جان کو نقصان پہنچے اس کی سیفٹی کے لیے،وہ چائے پینے لگا

کیا مشینز میں کوئی خرابی ہے، لہجہ۔ تفتیشی لہجہ تھا

نہیں کوئی خرابی نہیں ہے بس سیفٹی کے لیے کہ اگر کچھ ہو تو کمپنی اس کی ذمے دار ہو گی،اس

نے اپنا گلا صاف کرتے بات مکمل کی۔

اور طلحہ اس پر سائن کیوں نہیں کرے گا،وہ کنفیوز تھے

کیونکہ وہ زیادہ دیر مشینز نہیں چلنے دیتا

وجہ،وہ اس بات پر حیران ہوئے۔

وجہ نہیں معلوم پر مجھ سے یہی کہا جاتا ہے بجلی کا بل زیادہ آئے گا،ٹیک لگائے بہت

پرسکون انداز میں جواب دیا

فائل پر ذوالفقار رضا کی گرفت غصے سے سخت ہوئی تھی مزید کوئی بات کیے انہوں نے اس فائل پر سائن کر کے احمر کے حوالے کی۔

وہ جانے کے لیے اُٹھتا کہ طلحہ ذوالفقار آفس میں داخل ہوا احمر کو دیکھتے غصہ اور حیرانی ایک ساتھ ہوئی تھی

اور آج تمہاری اس دربار میں حاضری تھی، طنزیہ انداز میں بولتے ہو سیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھا

ویسے کیا ملتا ہے آپ کو ڈیڈ میری اتنی جاسوسی کروا کر، اس نے دلچسپی سے سوال کیا

ویسے آپ بے فکر رہیں آپ کے والے کام نہیں کروں گا میں، رازداری سے کہہ تھا

مجھے تمہارے منہ لگنے کا کوئی شوق نہیں میں بہت مصروف ہوں تو چلے جاؤ یہاں سے، ہاتھ کہ اشارے سے اس باہر کا راستہ دیکھایا

ہاں جیسے میں تو ترس رہا ہوں نہ آپ کے منہ لگنے کے لیے خیر میں آپ کو یہ بتانے کے لیے آیا تھا میں کراچی جا رہا ہوں، فون دیکھتے اطلاع دی

کراچی کون پیدا ہو گیا جس سے تم ملنے جا رہے ہو،وہ بہت عجیب اور غصے سے بولے تھے ان

کا لہجہ بہت غیر مناسب تھا

اپنا فون بند کرنے کے بعد گہری سانس لے کر ذوالفقار رضا کی طرف دیکھا اور پھر ساتھ موجود

"احمر کی طرف "اپنی نئی ماں ڈھونڈنے جا رہا ہوں تا کہ آپ کو یہ تکلف نہ کرنا پڑے

تم کراچی نہیں جاؤ گے،غصے سے ان کی آواز بلند ہوئی

میں آپ سے اجازت لینے نہیں آیا ہوں بتانے آیا ہوں، تحمل سے بول کر وہ جانے کے لیے

اٹھا

" آفس کے دروازے پر پہنچ کر وہ دوبارہ مخاطب ہوا "ڈیڈ میرے ساتھ ہاسپٹل چلیں گے

کیوں،غصہ اب بھی ویسا تھا

وہ کیا ہے نہ مجھے کبھی کبھی آپ پر شک ہوتا آپ میرے والد نہیں ہے بس اس لیے میں

کراچی سے ہو کر آجاؤں پھر ٹائم نکال کر چلتے ہیں "اس کا اشارہ احمر کی موجودگی اور اس کی

مہمان نوازی کی طرف تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

رئیسہ حیران بیٹھی صدیق رضا کا چہرہ دیکھ رہی تھی اس کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہادی اس سے کیا کہہ رہا ہے وہ الفاظ اس نے سنے تھے وہ اس کے حواس گم کرنے کے لیے کافی تھے کچھ دیر بعد وہ صدیق رضا کی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

دانیال احمد سے آپ کا کیا تعلق تھا، ان کے تاثرات نارمل تھے جیسے ایسا سب دیکھنا ان کا روز کا معمول تھا

وہ وہ وہ میرے وو الل، اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ بولے

وہ آپ کے والد تھے، اس نے اپنی گردن ہلائی

معزرت مجھے اندازہ نہیں تھا، انہوں نے سامنے رکھی چائے اٹھائی

آپ کیسے جانتے ہیں ان کو، وہ تھوڑا نارمل ہوئی

میرے بھائی کے کام کا مجھے نہیں پتہ ہو گا، بے نیاز انداز

آپ نے آپ نے کچھ کیا کیوں نہیں پھر، تیز لہجے میں سوال کیا

Clubb of Quality Content

میرے پاس کوئی آیا نہیں تھا اس معاملے میں، وہ رئیسہ کی طرف دیکھنے لگ گئے

کسی کی زندگی کا معاملہ تھا وہ اور آپ نے کہا آپ کے پاس کوئی آیا نہیں اس معاملے کے لیے، اب کی بار آواز بلند تھی۔

دنیا میں ہزاروں لوگ قتل ہوتے ہیں، ہر ایک کہ معاملاتِ حل کرنا یا اس کو انصاف دینا میرا کام نہیں ہے عدالتوں کا کام ہے۔۔

وہ میری زندگی کا معاملہ تھا صرف ایک قتل نہیں تھا۔

اگر آپ کو پتہ ہونے کے باوجود وہ شخص اب تک زندہ ہے کہاں کی طاقت کہاں کی اتھارٹی ہے آپ کے پاس،

رئیسہ بحث مت کرو، ہادی نے اس کو ٹوکا تھا۔

آپ باہر جائیں، انہوں نے ہادی کی طرف دیکھتے کہا وہ کچھ کہے بنا اٹھ کر چلا گیا

دانیال شادی شدہ نہیں تھا تو آپ کے والد کیسے ہوئے وہ، وہ ہادی کی موجودگی میں کہ سوال نہیں کر سکتے تھے

Clubb of Quality Content

وہ میرے چاچو تھے میرے والد سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے وہ میرے لیے،اس کی آنکھیں

میں آنسو آئے

میرے چاچو کا آپ کے بھائی سے کیا تعلق تھا،کچھ دیر بعد دوبارہ پوچھا

دانیال صحافی تھا اور صحافیوں کہ تعلقات نکل آیا کرتے ہیں،ان کی نظروں باہر سے آتی

دھوپ پر تھی

ایسا بھی کیا تعلق کہ بات مارنے پر آ گئی،

ہر انسان کا سیاہ سفید ہوتا اور زندگی کے کچھ سیاہ باب ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان اپنے

فرشتوں کی شراکت داری بھی نہیں چاہتا دانیال احمد نے وہ سیاہ باب کھولا تھا ذوالفقار رضا

کا،

پر ان کے پاس اتنی اہم معلومات آئی کہاں سے دی کس نے ان کو معلومات،وہ عجیب سی

کیفیت میں مبتلا تھی

میرے بیٹے نے،ان کی آواز بہت مدھم تھی رئیسہ ایک لمحے کے لیے ہل نہیں سکی

آپ کا بیٹا کہاں ہے اس وقت، حیرانی تھی لہجہ میں

وہی جہاں دانیال احمد ہے، آنکھوں میں نمی لہرائی تھی

آپ نے اپنے بیٹے کے قاتل کو چھوڑ دیا، الفاظ بمشکل ادا ہوئے

میری ماں زندہ تھی اس وقت اور ماں کا اولاد کہ سامنے پھیلایا گیا دوپٹہ اولاد کو بہت کچھ

روکنے پر مجبور کر سکتا ہے، اتنا کی بے بسی تھی لہجہ میں

اس نیوز چینل کا ایڈریس بتا کیسے ہیں آپ،

تمہیں وہاں سے کچھ نہیں ملے گا، بارہ سال پہلے کیے گئے قتل کا فیصلہ کوئی جج نہیں سنائے گا، وہ

اسے روک رہے تھے

بارہ سال بعد بھی بھائی سے محبت اولاد سے زیادہ ہے، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوئی

محبت زیادہ نہیں ہے ماں کی عزت زیادہ عزیز ہے، نظریں اس پر تھی۔

ان کا انتقال ہو گیا پھر بھی یہ عہد کیوں خود سے،

Clubb of Quality Content

دانیال کو مرے بارہ سال ہو گئے دکھ انتقال ابھی بھی ویسا ہے تمہارا میری ماں کو تو ابھی پانچ سال نہیں ہوئے۔

وہ لاجواب ہو گئ

کسی جج یا عدالت کا فیصلہ نہیں سننا مجھے دل کا فیصلہ سنا ہے قسم آپ کو دی ہے مجھے نہیں میرے ساتھ کے زیادتی نہ کریں آپ، درخواست کی۔

انہوں نے رئیسہ کو ایڈریس بتا دیا تو جانے کے لیے اٹھی وہاں سے اس جلد سے جلد اس جگہ پر پہنچانا تھا

ٹھہرو، رئیسہ کو روک کر وہ سائیڈ ٹیبل سے کچھ نکال کر ہاتھ اس کی طرف بڑھا۔

غصہ انسان کی زندگی برباد کر دیتا ہے اور جوانی اور سزا دونوں چیزیں کہاں برداشت ہوتی" ہیں تمہارا دل چاہے تو چلنے کے قابل نہ چھوڑنا یا سانس لینے کے "وہاں اتنی خاموشی تھی کہ سانس لینے کی آواز بھی آئے۔

مجھے اس کی ضرورت نہیں، ان کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ان نے منع کیا تھا۔

رکھ لو ضرورت پیش آ سکتی ہے اس گن سے ماری گئی گولی کا کوئی حساب نہیں لے گا تم سے،

ان کے ہاتھ میں گن تھی گہری سانس لے کر اس نے وہ گن ان سے لے لی

ایک درخواست تم نے مجھ سے کی تھی ایک میں کر رہا ہوں مجھ تک ذوالفقار رضا کی میت

مت آنے دینا، وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے

میں کوشش کروں گی خبر آئے بھتیجا میت لے کر نہ آئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

شام کے وقت زاویار کورٹ سے سیدھا منتہا کی طرف آیا تھا وہ اپنے روز سے کپڑوں میں ملبوس تھا سفید شرٹ جو کہنیوں تک فولڈ تھی نیچے کوئی نہ دیکھنے کے بعد اس نے اوپر کا رخ کیا تھا اور اوپر کا منظر دیکھتے ہی اس کو باتیں کرنے کا جیسا موقع مل گیا تھا۔

اللہ اللہ اتنی غلامی، قائد اعظم نے پاکستان اس لیے آزاد نہیں کرایا تھا، احمر کو منتہا کہ ساتھ کپڑے تار پر ڈالتے دیکھ کر زاویار نے افسوس سے تبصرہ کیا

اچھا تو کس لیے کرایا تھا، اس نے آنکھیں دکھائیں تھی۔۔

کم از کم بیوی کی غلامی کرنے کے لیے تو آزاد نہیں کروایا تھا،

اچھا تو کس کی غلامی کرنے کے لیے آزاد کروایا تھا کیا ہوا،وہ اس پر ہر وقت برسنے پر تیار رہتا تھا

مجھ ۔۔اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ درمیان میں بولا۔

میرا موڈ اس وقت بہت اچھا اور میں تمہاری بکوس سننے میں ذرا دلچسپی نہیں رکھتا شکل گم کرو تم اپنی، کپڑے تار پر ڈالتے وہ بادشاہوں کے انداز میں مخاطب ہوا تھا۔

ہنہ کہہ کون رہا ہے،زاویار نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

تم جاتے ہو کہ اس سے پہلے میں اپنی بیگم کو لے کر نیچے جاؤ اور کپڑے تمہیں ڈالنے پڑے، ماتھے پر تیوری چڑھائی

ہنہ پتہ نہیں وہ کون سے بہنوئی ہوتے ہیں جو بہن کے بھائی کی عزت کرتے ہیں،وہ اندر تک جل گیا تھا اس کی بات پر۔

ان لوگوں کی بہن کے بھائی تمہارے جیسے نہیں ہوتے ہوں گے یقین ہے مجھے، اسکو طنز کرنا اس کے پسندیدہ کاموں میں اول پر آتا تھا۔

جب میری بیوی آئے گی پھر دیکھنا تم، کالر جھٹکا

ہاں تم نیا رکارڈ قائم کرو گے زن مریدی کا دنیا میں، وہ کمر پر ہاتھ رکھے پوری طرح سے زاویار کی طرف متوجہ تھا منتہا خاموش ان کی باتیں سننے میں لگی تھی۔

انشاء اللہ، بہت فخر سے کہہ تھا

اور اس دُنیا میں وہ پورا نہیں ہو گا، کوئی تمہیں اپنی لڑکی دے کر کیوں اس پر ظلم کریں گا، منتہا کی طرف دیکھا جیسے تصدیق چاہی ہو۔

ہاں جیسے میں نے کی بیوقوفی کوئی اور بھی کر دے گا، اس کی نظریں بھی منتہا پر تھی

اب لوگ عقلمند ہو گئے ہیں، منتہا اس کی بات پر بے اختیار ہنسی تھی

آپ جو یہ ہنس رہی ہیں نہ الگ سے حساب ہو گا آپ سے اس سب کا، غصے سے بولتا بڑبڑاتا ہوا نیچے چلا گیا

وہ دونوں اوپر سے واپس آئے تو زاویار لاؤنج میں بیٹھا چینل سرچنگ کرنے مصروف تھا وہ سنجیدہ لگ رہا تھا منتہا اس کو دیکھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی

اور وہ ٹی وہ آف کرتے احمر کی سٹڈی کی طرف

دراصل مجھے بات کرنی تھی تم سے ضروری، احمر کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھا جب زاویار کی آواز آئی

ہاں کہو میں سن رہا ہوں، وہ دوبارہ مطلوبہ چیز کی تلاش کرنے لگا

تمہاری جاب اس کا کیا کیا تم نہ، اس کا چہرہ مختلف تھا

کیوں کیا کرنا تھا میں نے اس کا

حیرانی ظاہر کی۔۔۔

میرے ساتھ ڈارمہ مت کرو تم، وہ برہم ہوا۔

ڈارمہ، میں ڈارمہ کر رہا ہوں تم جو کر رہے ہو وہ کیا ہے، اسے غصہ آنے لگا تھا

Clubb of Quality Content

مجھے سمجھ نہیں آتا آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے تم کرنے دو اس کو جو کر رہا ہے کیوں کسی کے معاملے میں پڑ رہے ہو،وہ جھنجھلایا تھا۔

اس معاملے کو نظر انداز کرنے سے لوگ مر سکتے ہیں،

تو مرنے دو تمہارا کیا جا رہا،رشتے دار ہیں وہ تمہارے کیا،اس کی آواز بلند تھی

تمہیں اپنی نوکری کسی کی جان سے زیادہ عزیز ہو گئی،وہ سمجھ نہیں سکا وہ اس بات کا کیا جواب دیتا

ہاں ہے عزیز مجھے نوکری،میں ایسے ہر کسی کا سوچ کے کام کرتا رہوں گا کیا۔ آخر کیوں میری بلا سے کل کے مرتے آج مر ئیں وہ لوگ،شدید غصے سے اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

تم ایسا کہہ کیسے سکتے ہو،اس کی آواز میں شدید صدمہ تھا۔

یار دنیا میں ہزاروں حادثات ہوتے ہیں ہزاروں لوگ مرتے ہیں میں ان کی سب کی زندگی کے لیے خود کو برباد نہیں کر سکتا میری اپنی فیملی ہے میری اپنی ضرورت ہے،

تم کوشش تو کر سکتے ہو نہ،اسے لگا وہ کسی اجنبی سے مخاطب ہے۔

کوئی انسان کسی کو مرنے سے نہیں بچا سکتا جو وقت مقرر ہے وہ کوئی بدل نہیں سکتا زاویار،

کیا انسان کو مرنے کے لیے چھوڑا جا سکتا ہے ؟

تم اپنی یہ خدمت خلق کی دکان بند کرو تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ان لوگوں سے مرتے ہیں تو

مرنے دوں، اس نے بات ختم کر دی جیسے۔۔

وہ لوگ صرف لوگ نہیں ہیں، کسی نہ کسی کی ساری زندگی ہیں وہ لوگ ان کے عزیز ہیں، آواز

مدھم تھی

تمہارے تو نہیں ہے نہ جس دن تمہارا کوئی عزیز مرے گا اس دن کر لینا کیس بھی، کہہ کر

اس نے لیپ ٹاپ کھول لیا یہ اشارہ تھا وہ مزید کچھ نہیں کہنا سننا چاہتا

اس کی حرکت پر زاویار اٹھا کر باہر کی طرف چلا گیا دروازے پر منتہا چائے لیے کھڑی تھی

یقیناً وہ سب سن چکی تھی

چائے، زاویار کی طرف دیکھتے اس نے بولا

اپنے محترم شوہر کو دیں،وہ غصے سے کہتا باہر چلا گیا وہ پہلی بار اس کے گھر سے ناراض ہو کر گیا تھا۔

زاویار کے جانے کے بعد اس نے احمر کی طرف دیکھا اس کا چہرہ بتا رہا تھا احمر نے زاویار کو نہیں منتہا کو ہرٹ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی،پاکستان

آج رئیسہ سیکنڈ ایئر کا آخری ایگزام تھا وہ تیار کھڑی گاڑی کے پاس دانیال کا انتظار کر رہی تھی اسے کے آنے کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھتے سینٹر کی طرف جانے لگے

تو فائنلی آج لاسٹ ایگزام ہو جائے اور پھر رئیسہ فری ہو گی،دانیال اس کے مخاطب ہوا

ہاں نہ پھر میں سکون سے سویا کروں گی اور کوکنگ کلاسز لوں گی،وہ شاید ہی پہلی لڑکی ہو گی جو کوکنگ کلاسز میں اتنی دلچسپی لیتی ہو گی

تو اس کے بعد کیا سوچا پھر کیا کرو گی،اس کے ارادوں پر دانیال نے کوئی تبصرہ پیش نہیں کیا تھا

میں جنرلسٹ بنوں گی آپ کی طرح،بنا سوچے سمجھے منصوبے بنایا تھا

کیوں جنرلسٹ ہی کیوں،

کیوں کہ وہ آپ ہیں اس لیے،وجہ بیان کی

پر جنرلسٹ تو میں ہوں نہ اب دونوں ایک ہی فیلڈ میں ہوں گے تو مزہ نہیں آئے گا نہ،

اچھا تو پھر کیا بنانا چاہتے ہیں آپ مجھے،صرف دانیال تھا جو اس کے فیصلے بدلنے کا اختیار رکھتا تھا

وکیل ایک اچھی ہی پیاری سی گڈ لکنگ لائر۔۔۔

پر لائر ہو کیوں،وہ ہنسی تھی

اس لیے کے تم لوگوں کی مدد کروگی انصاف دلانے میں اور مجھے یہ پسند ہے،ان کی نظریں روڈ پر تھی۔

یہ طرف آپ کو لگتا چاچو میں ایک اچھی لائر بن سکتی ہوں مگر آپ کے بنا میں انصاف پسند لائر نہیں بن سکتی ہوں

مطلب پھر لوگوں کو انصاف لائز دینے کے لیے میرا ہونا ضروری ہے،وہ اس کی طرف دیکھتے

ہنس دیئے

بالکل، کیوں کہ جو چیز رئیسہ ارسلان کو نہیں ملی وہ کسی کو نہیں بھی لینے دوں گی میں،

ایسا نہیں کہتے ہیں ہر کسی کا اپنا مقدر ہوتا اور سب کا مقدر اچھا ہوتا بس اس کو قبول کرنا آنا

چاہیے،

تو آپ سمجھیں پھر میرا اچھا۔ رہنے کے لیے آپ کا میرے ساتھ رہنا ضروری ہے،

میں ہمیشہ آپ کے ساتھ آپ کی طرف کھڑا رہوں گا انشاء اللہ۔۔ پھر چاہے دنیا ہزار دلیلیں

پیش کرے کہ رئیسہ ارسلان غلط ہے،وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے اور رئیسہ دانیال کی

باتیں سنتی نہیں تھی حافظ کرتی تھی

اچھا سنو بچے،وہ گاڑی سے باہر کھڑا رئیسہ کو جاتے دیکھا کر دوبارہ مخاطب کیا

جی،وہ واپس دانیال کی طرف آئی۔

آج رات ہم باہر چلیں گے گھومنے۔ آپ کی پسندیدہ جگہ لاسٹ ایگزام کی خوشی میں،وہ مسکراتی ہوئی کالج کے اندر چلی گئی

رئیسہ ایگزام کا ٹائم پورا ہونے سے پہلے باہر آئی اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔

وہ اپنا پیپر بھی مکمل کر کے نہیں آئی تھی اسے جلدی سے جلدی دانیال کی پاس جانا اس کی زندگی میں صرف وہ تھے جو اس کو ہر حال سنبھال سکتے تھے اور حفاظت کر سکتے تھے گارڈ سے اپنا فون لے کر آف کرتے اس کو کسی انجان نمبر سے.بہت سے کالز کی گئی تھی وہ ان کالز کو نظر انداز کرتی دانیال کا نمبر ڈائل کرنے لگی کال کرنے سے پہلے اسے پھر اس نمبر سے کال آئی تھی نہ چاہتے ہوئے اس نے وہ کال اٹینڈ کی

رئیسہ ارسلان سپیکنگ،دوسری طرف سے مشینی آواز آئی۔

جی کیا کام تھا آپ کو،وہ حیران ہوئی تھی اپنا نام سن کر

دوسری طرف سے جو کہہ گیا تھا وہ اس کی سے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اسے لگا وہ کبھی

ہل نہیں سکے گئی سانس نہیں لے سکے گی وہ کال اس کے پیروں سے زمین اور سر سے

آسمان چھیننے کے لیے کافی تھی وہ بد حواسی کے عالم میں کالج سے باہر بھاگی تھی

وہ سارے راستے یہ دعا کرتی آئی تھی یہ خبر جھوٹ ہو، کسی نے اس سے مذاق کیا ہو وہ ہاسپٹل

پہنچ گئی۔ پر اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اس نے ایک بار پھر دانیال کو کال کی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

رئیسہ کلاس ختم ہونے کے بعد جانے لگی جب اس کو پروفیسر حماد کی آواز آئی وہ اس کی

طرف متوجہ تھے کلاس میں سٹوڈنٹس نہ ہونے کے برابر تھے

رئیسہ،

جی پروفیسر، بیگ پہنتے اس نے ان کی طرف دیکھا

بیٹا آڈیٹوریم ہال میں پہنچیں، وہ کہہ کر باہر کی طرف چلے گئے

پر مجھے جانا ہے، یہ ضروری کام ہے انکل، ان کے پیچھے آتی وہ بولی

بحث نہیں کریں میں ابھی وہی جارہا ہوں پہنچیں آپ بھی، رئیسہ مزید کوئی سوال کیے بنا ان کے پیچھے آنے لگی

آڈیٹوریم میں اس وقت پورے کالج کی کلاسز کے سٹوڈنٹس موجود تھے، سامنے موجود نشستوں پر وکیل، ججز اور اس فیلڈ سے منسلک اور بھی اہم شخصیات موجود تھی جن میں پروفیسر حماد بھی شامل تھے

سٹیج پر ایک کے بعد کئی لوگ آئے تھے اپنے تعارف اور عہدے پر بات کرنے مشورے دینے، آگاہی دینے کے لیے ہال میں پروفیسر حماد کا نام گونجا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھتے سٹیج کی طرف بڑھے۔

اسلام علیکم میں یہاں اپنا تعارف نہیں دوں گا کیونکہ میری شخصیت کو تعارف کی ضرورت نہیں ہے، ان کی بات پر ہال میں قہقہے گونجے تھے

ہم شروع کرتے ہیں ایک کہانی سے، وہ سب ان کو سن رہے تھے،

ہم سب نے بچپن میں ایک کہانی پڑھی ہے گریپس آر سورز، **انگور کھٹے ہیں** یہ وہ کہانی ہر ایک کو یاد ہوگی یقیناً جس طرح ہر تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں اسی طرح ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں مثبت اور منفی۔ دنیا ہمیشہ منفی پہلو یاد رکھتی ہے جیسے آپ سب کو یاد ہے کہ لومڑی کو انگور نہیں ملے تھے، ان کی نظریں حال میں موجود لوگوں پر تھی۔

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ لومڑی جانوروں میں چالاک ترین اور عقلمند جانور شمار کی جاتی ہے اس کہانی کو لکھنے والا منصف یہ بھی تو لکھ سکتا تھا کہ اس کی عقلمندی نے اس کو الہام دیا کہ وہ انگور واقعی میں کھٹے ہوں گے اور اگر اس کو انگور مل جاتے ہیں تو کسی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے اس کے لیے کتنی محنت کی ہے یا کتنی دیر اس کو دیکھتی رہی ہے حسرت کی نگاہوں سے۔

اسی طرح اگر پاکستان آج آزاد نہ ہوا ہوتا یا اس کا تصور پیش نہ کیا جاتا تو پاکستان میں موجود ہر شخص ہر مسلمان کو یہ یاد رہتا کہ اس ملک کے لیے کتنے لوگوں نے قربانیاں دی ہیں کتنے لوگوں کی جانیں گئی ہیں کتنوں کی عزت اور کتنوں کا مال گیا ہے، میرا آپ سب سے سوال

ہے کہ آپ میں موجود کتنے لوگ ایسے ہیں جن کو علامہ اقبال قائد اعظم کی وفات کی تاریخ یاد

ہے گوگل کیسے بنا؟

آڈیٹوریم میں اس وقت موت جیسا سناٹا طاری ہوا کوئی جواب دینا تو دور نظر اٹھانے کا روادار

نہیں تھا

چلیں وفات کو چھوڑیں آپ میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جن کو اپنے ملک کا قومی ترانہ یاد

ہے،

خاموشی ابھی ویسی ہی تھی۔

معذرت شرمندہ کرنے کے لیے، مگر انسانوں کی فطرت ہے وہ کسی کی کامیابی یاد رکھ ہی

نہیں سکتے ہم واپس آتے ہیں کہانی کی طرف جیسے ہو سکتا ہے کہ جنگل میں بہت سے جانور

رہتے ہیں جو اس درخت کے پاس سے گزرتے ہوں گے اور ان میں سے کسی ایک جانور

نے لومڑی کو کہہ دیا ہو گا کہ وہ انگور کھٹے ہیں تو وہ اتنے دن کی محنت کے بعد اس کو اتنی

حسرت بڑی نگاہوں سے دیکھنے کے بعد اس پہ یقین کر کے چلی گئی کہ یا وہ واقعی کھٹے ہو سکتے

ہیں کہانی کا ایک یہ بھی تو پہلو ہو سکتا ہے نہ،.بہت سی کہانیاں اور لوگ ہمیشہ منظر عام پر نہیں ہوتے اس جنگل کے جانوروں کی طرح کیا آپ سب لوگوں کو لگتا ہے کہ اس لومڑی کو اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا اتنی امید ہونے کے بعد اس کو کوشش کر کے خود دیکھنا چاہیے تھا؟؟

ہال میں مدھم مدھم سی آواز بلند ہوئی "ہاں اس کو خود تحقیق کر کے دیکھنا چاہیے تھی،اس کو سنی سنائی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا اگر اس کو انگور پسند تھے تو اس کو خود کوشش کرنی چاہیے تھی کسی کی بات کا یقین نہیں کرنا چاہیے تھا" مختلف آوازیں تھیں۔

تو مطلب آپ سب اس بات پر ایگری کرتے ہیں کہ اس کو سنی سنائی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے لگتا ہے کہ اس عوام کو اپنے دماغ سے یہ تھیوری ہٹا دینی چاہیے کہ یہ عوام ایک بریانی کی پلیٹ اور ایک پانچ ہزار کے نوٹ کے پیچھے بکنے والی ہے بلکہ یہ قوم ایک چند ایمبسیز کے کیے گئے ٹویٹ اور پوسٹ پر بک جاتی ہے کسی شخصیت کو پسند کرنے کی یہ شرط نہیں ہوتی کے آپ اس کے سارے عیب بھول جائیں یا نظر انداز کر دیں اگر اس جانور کو

تحقیق کرنی چاہیے تھی سنی سنائی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا تو ایک اشرف المخلوقات ہونے کے باعث آپ کو بھی ایسی سنی سنائی بات پر یقین کر کے کسی سے نہیں جھگڑنا چاہیے اس عوام کا اس آئندہ آنے والی نسل کا سب سے بڑا مسئلہ آئیڈیلزم ہے کسی کو پسند کر کے اس کے عیب نقصانات بھول کے اس کو فرشتہ صفت انسان بنا دینا اور اس کے پیچھے لڑائی جھگڑے کرنا بد تمیزی کرنا بد اخلاقی بھی اور بہت کچھ آپ عقل رکھتے ہیں شعور رکھتے ہیں آپ کو یہ چیز سمجھنی چاہیے کہ جو لوگ اس ملک کے ساتھ مخلص تھے جو اس ملک کے لیے واقعی یہ خواہش رکھتے تھے کہ یہ ملک ترقی کرے انہوں نے اپنی جانیں عزتیں پاکستان کی علیحدگی کے وقت اس ملک کے لیے دے دیں۔

دور جدید میں کوئی شخص اپنے خون کا سگا نہیں ہوتا پھر ہم یہ کیوں سوچ کے بیٹھے ہیں کہ کوئی اس 24 کروڑ عوام کے لیے اپنا سکون برباد کرے گا۔ آخر آپ ان کے لگتے ہی کیا ہیں نئے دور کے ساتھ نئے مسئلے بھی ہیں لوگوں کو لگتا ہے کہ وہ بول کر چیخ کر بحث کر کے بدتمیزی کر کے اگر اپنا موقف حاصل کر لے یا اپنا مقام یا خواہش جو وہ مقام چاہتے ہیں حاصل کر لیں

گے تو ان کو یہ نظریہ اپنے دماغ سے ہٹانا چاہیے اگر آپ کسی لیڈر کو پسند کرتے ہیں، کریں،

یہ آپ کا اختیار رہے مگر اس پسندیدگی کو صرف ایک حد تک رکھیں اس کو فرشتہ مت بنائیں

انسانوں کو انسان رہنے دیں گے تو مسئلے کم پیدا ہوں گے وہی بات تو اگر آپ کو لیڈر کسی کو

ماننا ہی ہے تو اس شخصیت کو مانیں جو 1400سال پہلے اس دنیا میں تشریف لائی جن کی

رحمت سے جن کے وسیلے سے آپ یہاں اس وقت بیٹھے ہیں آپ کو ان کے نقش قدم پر چلنا

چاہیے آپ کو آزادی اور حقوق، اللہ نے اور اللہ کے نبی نے دیے ہیں یہ سیاسی لیڈر کوئی

اوقات نہیں رکھتے آپ کے مطابق آپ کا یہ موقف ہے کہ آپ لڑ کر بدلہ لے کر خود کو سچا

ثابت کر سکتے ہیں تو آپ کو اسلام کی تاریخ پڑھنے کی اشد ضرورت ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے پتھروں کے بدلے پتھر نہیں مارے تھے انہوں نے کسی کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی

تھی کسی فرضی لیڈر کے پیچھے اپنی زبان کردار، دماغ، زندگی خراب مت کریں وہ آپ کو کچھ

نہیں دے رہے اور نہ مزید آپ کو دے سکتے ہیں فرق نہیں پڑتا کہ اس کے الفاظ کتنے ہی

سچے کیوں نہ ہوا گر آپ کو بدتمیزی بدتہذیبی کا سبق دینا ہوتا تو یہ 1400سال پہلے دیا ہوتا

اب نہیں،وہ اخلاق وہ مٹھاس ہے لہجہ کی جس کی وجہ سے کڑوڑوں لوگ اسلام کے پیرو کار ہیں۔اس ملک میں موجود ہزاروں لوگ اس بات پر امید میں رات کو سوتے ہیں کہ صبح ان کو برٹش کا ویزہ مل جائے گا جنریشن کو لگتا ہے کہ مغربی ممالک ان کے .بہت ہمدرد ہیں اور اچھے،تاریخ آپ جیسے لوگوں کے لیے لکھی جاتی ہے 1947 میں ہندو مسلمانوں کو بھڑ کانے والے وہ انگریز تھے۔

وفاداری نسلوں میں پائی جاتی ہے اور نسلیں بدلی نہیں جا سکتی دشمن دشمن ہی رہتا پھر چاہے وہ ہیروں سے لدا ہوا کیوں نہ ہو۔آپ ایک ایسی قوم ہیں جو آزادی سے نکل کر غلامی کی زندگی جینا چارہی ہے پیسوں کے لیے کیا آپ کے وہ پیسے علیحدگی کے وقت کی گئی عز.توں کو واپس لاسکتے ہیں یا ان لوگوں کے دکھوں کا مداوا کر سکتے ہیں جن کے عزیز ان سے بچھڑ گئے یا شہید ہو گئے آپ لوگوں کو پیسے کی کمی نہیں ہے، **شعور کی کمی** ہے جو کوئی لیڈر کوئی عوامی رہنما آپ کو نہیں دے سکتا اگر آپ کو قرآن نہیں دے سکتا تو کوئی بھی نہیں دے سکتا کہانیاں بدلی نہیں جا سکتی مگر پڑھنے والوں کا نظریہ اور سوچ بدلی جا سکتی ہے۔انسان کی کامیابی کی

پہلی منزل تحمل ہے اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کسی سے بدتمیزی کریں گے تو وہ آپ کی بات مان لے گا تو معذرت کے ساتھ آپ دورِ جدید کے سب سے بڑے جاہل ہیں آپ ایک آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی غلام ہیں اس وجہ سے نہیں کہ آپ کا سیاسی نظام خراب ہے مسئلہ آپ کے دماغ میں ہے مسئلہ آئیڈیلزم ہے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور دماغ استعمال کرے اس لومڑی کی طرح ہر کسی کا یقین نہیں کریں دھندلی گلاسسز کبھی واضح منظر یا راستہ نہیں دکھا سکتی، انسان بنیں جانور نہیں، دنیا کے سب سے بہترین انسان ہی اس قابل ہیں کہ آپ ان کے بتائے راستے پر چلیں۔۔۔ شکریہ آپ سب کے وقت کا۔

ان کے خاموش ہونے کے بعد بھی وہاں مکمل خاموشی تھی وہ سٹیج سے نیچے آگئے، سٹوڈنٹس باہر کو جانے لگے تھے اب وہاں صرف شور تھا۔

لگتا سر کاویزہ نہیں لگا اسے لیے اتنا غصہ ہیں، آگے چلتے رئیسہ کو آواز سنائی دی وہ بے ساختہ مڑی تھی۔

برٹش لائر ہیں وہ سر، انہوں نے جانور لفظ ٹھیک استعمال کیا ہے پر اس میں ایک اور اضافہ ہونا چاہیے ان جیسے لوگوں کے لیے "پڑھے لکھے جانور"۔

ترقی کر لی جانوروں نے پر سوچ نہیں بدل سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احمر کے گھر سے آنے کے بعد وہ وہ آس پاس رنگ پھیلے خالی کنوس کو دیکھ رہا تھا وہ فرار چاہتا تھا اس کی باتوں سے۔ وہ چند لمحے سکون چاہتا تھا اور وہ اس کو پینٹنگز سے ملتا تھا۔ جس کو شروع کرنے کے بعد سارے مسئلے سوچیں کہیں پس منظر میں چلی جاتی ہیں پھر انسان کا دھیان دل دماغ صرف اس سیدھی لائن کی طرف ہوتا ہے جو ایک طرف سے سیدھی اور دوسری طرف سے ٹیرھی لگ رہی ہوتی

اس کے پاس ٹیبل پر چائے کی جگہ کافی رکھی گئی تھی یہ چائے کے ساتھ بے وفائی تھی۔ اس کی لمبی انگلیاں کنوس پر یہاں سے وہاں حرکت کرتیں خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی اور الجھا ہوا وہ اور حسین لگ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

کئی گھنٹوں کی محنت کے بعد وہ منظر کنوس پر محفوظ کیا گیا تھا وہ زاویار ملک کے حواس گم کرنے کے لیے بہت تھا۔ وہ قدرت کی تراشی خوبصورت تخلیق تھی وہ عکس وہ مسکراہٹ وہ بولی آنکھیں جنہیں اس کی ہاتھوں نے حسین بنایا تھا وہ عکس رئیسہ ارسلان احمد کا تھا اس کنوس کے ایک طرف اردو میں دو سطر درج تھی

"تمہاری خوش نما آنکھوں پر واردوں میں خود کو

"تمہاری دِل کش مسکراہٹ کو عمر لگے میری"

اور پھر جس کا محبوب زاویار ملک جیسا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ بخت کا صدقہ اتارے۔

زاویار اس وقت آفس میں بیٹھا کوئی کیس ریڈ کرنے میں مصروف تھا جب رئیسہ اندر داخل ہوئی

اسلام علیکم، وہ ڈارک چاکلیٹ کلر کے لوز کُرتے کے ساتھ جو گرز پہنے ہوئے تھی زاویار نے اس کی طرف دیکھتے سلام کا جواب دیا۔

طبیعت ٹھیک ہے آپ کی،اس کی تشویشی آواز پر وہ حیران ہوا

کیوں کیا ہوا میری طبعیت کو،اس نے بے ساختہ اپنے آپ کو یہاں وہاں سے دیکھا تھا

وہ آپ کی آنکھیں ریڈ ہیں اس وجہ سے پوچھا ہے،وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی

اوو میں ساری رات ایک کیس ریڈ کرتا رہا ہوں بس اس لیے،وہ دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا

آپ نے پینٹنگ بنائی کیا دوبارہ سے،وہ دلچسپی سے پوچھ رہی تھی

نہیں میں نے کوئی پینٹنگ نہیں بنائی میں مصروف ہوں اس لیے،اس بات پر وہ مزید حیران ہوا

آپ واقعی کل رات کیس ریڈ کرتے رہے ہیں،

کس طرح سے بتانے پر آپ کو یقین آئے گا محترمہ،وہ فائل ایک سیڈ پر کرتا بولا

نہیں نہیں مجھے یقین ہے کہ بس اس لیے پوچھا وہ آپ کے ہاتھوں کو پینٹ لگا ہے نہ،رئیسہ نے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا

Clubb of Quality Content

میرے پینٹ،میں اپنے ہاتھوں پر لگاؤں یا منہ پر اس سے کسی کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے،وہ پتہ نہیں کیوں جھوٹ بول رہا تھا۔

بالکل آپ کی بات درست ہے کسی کو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے پر مجھے لگتا ہے آپ کو مسئلہ ہو سکتا ہے،

اور وہ بھلا کیوں،ماتھے پر تیوری چڑھی۔

کیوں کہ آپ کے چہرے پر بھی پینٹ لگا ہوا ہے،اس نے زاویار سے ماتھے کی طرف اشارہ کیا جہاں مدھم سا پینٹ کا نشان تھا۔

کسی آرٹسٹ کا کیس ریڈ کر رہے ہوں گے نہ اس لیے پینٹ لگ گیا ہو گا،معصومیت سے بولتی وہ زاویار کو دیکھنے لگی جو فون سکرین کی مدد سے پینٹ صاف کر رہا تھا

پینٹ صاف کرنے کے بعد وہ دوبارہ کام کی طرف مصروف ہو گیا اور رئیسہ،وہ خاموش بیٹھی فون استعمال کرنے لگی۔

آج کل اس کے پاس صرف یہاں کام۔ ہوتا تھا کورٹ آنے کے بعد کبھی وہ زاویار کے ساتھ کورٹ روم میں ہوتی کبھی بوریت کم کرنے کے لیے کسی اور کا کیس سننے بیٹھ جاتی۔

اس کے ان کاموں کی وجہ سے وہ کافی لوگوں سے واقف ہوئی تھی

اگر میں آپ کو ایک کیس دوں تو کیا آپ اس کو ہینڈل کر سکیں گی،زاویار کی آواز پر وہ اس کی طرف دیکھنے لگی

پہلی بات تو یہ اتنی نئی وکیل کو کوئی کیس دے گا نہیں،ویسے کیس ہے کس کا،فون سیڈ پر رکھ دیا

ذوالفقار رضا کا،زاویار اس کے تاثرات دیکھنے لگا۔

ذوالفقار رضا،،میں اس شخص کا صرف نام سنا ہے دیکھا بھی نہیں ہے اور وہ بھلا مجھے اپنا کیس کیوں دے گا،وہ حیران ہوئی پر ظاہر نہیں کیا۔

کیس لینا یا دینا نہیں ہے کیس کرنا ہے اس پہ،

آپ نہیں مطلب میں اس شخص پر کیس کروں گی۔ آخر کیوں، وجہ بھی ہونی چاہیے نہ، یہ پہلے سے بھی زیادہ حیران کن تھا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ، زاویار کو باہر جاتا دیکھا کر وہ اس کے پیچھے گئی

میں نہیں آپ بھی جا رہی ہیں محترمہ، رک کر بولا

پر کہاں، چلتے ہوئے اس کے شو لیسز پھر سے کھلے تھے اسے شدید غصہ آیا تھا

زاویار نے رک کر اس کو دیکھا وہ ان شو لیسز سے لڑا رہی تھی جیسے رئیسہ یہ کام چند گھنٹوں میں پانچ سے چھ بار کر چکی تھی

ایک تو یہ شوز پتہ نہیں لوگ کیسے کر لیتے ہیں یہ، میں نے سٹیپلر بھی کیا پھر بھی ان کا زلیل کرنا لازمی ہے، وہ غصہ سے خود کو کوس رہی تھی

زاویار کو اپنی طرف آتا دیکھا کر وہ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ یہ بتا کر خود کو شرمندگی نہیں کرنا چاہتی تھی اس نے غیر معمولی طور پر اپنے پاؤں پیچھے کیا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپ چلیں، وہ میرے پاؤں میں کچھ لگ گیا تھا، اور آگے کی طرف بڑھتی کہ اس نے زاویار کو اپنی طرف جھکتے دیکھا

وہ کچہری کی راہداری میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں بنا کسی کی نظروں کی پرواہ کیے رئیسہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کے شو لیسیز باندھنے مصروف تھا، وہ سانس نہیں لے سکی

چلیں، زاویار نے رئیسہ کے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی تھی اس کی نظریں ابھی بھی نیچے تھی جہاں پہلے زاویار بیٹھا تھا

جج جی چلیں، وہ زاویار سے تیز چلنے لگی

ویسے شو لیسیز باندھے کے لیے سٹیپلر کی پنیز کون استعمال کرتا ہے، گاڑی میں بیٹھتے زاویار نے سوال کیا

رئیسہ کا دل کیا وہ کہے "رئیسہ ارسلان احمد" پر وہ خاموش ہی رہی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چند منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ذوالفقار رضا کہ آفس کے باہر موجود تھے اس کو پیغام دے

کر وہ انتظار کرنے لگے زاویار کے پیچھے رئیسہ آفس میں داخل ہوئی

اسے لگا اس کے فلیٹ جتنا آفس ہے۔ گلاس وال جس پر دھوپ کی وجہ سے پردہ تھا سائیڈ پر

صوفہ سیٹ اور لائبریری تھی

کہیں۔ پراسیکیوٹر صاحب آج کہاں کیسے آنا ہوا، ذوالفقار رضا اپنی جگہ سے اٹھ کر وہاں موجود

صوفے کی طرف چلا گیا

کچھ نہیں رضا صاحب بس چائے پینے آئیں ہیں، اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

صرف چائے یا چائے پانی، وہ اپنی بات پر ہنسے

ارے نہیں چائے پانی نہیں چائے میں پانی چل جائے گا، رئیسہ کو اپنا آپ غیر ضروری لگا

اسلام علیکم بچے، وہ رئیسہ کی طرف دیکھتے خوشگوار لہجہ میں مخاطب ہوتے

وعلیکم السلام رئیسہ ارسلان نام ہے میرا، اسے غصہ آیا تھا۔

ویٹر کے چائے لانے کے بعد وہ لوگ تھوڑی دیر بعد یہاں وہاں کی باتیں کرنے کے بعد جانے کے لیے اٹھے۔ رئیسہ اس سب میں خاموش تماشائی بنی رہی وہاں سے باہر آنے کے بعد وہ زاویار سے مخاطب ہوئی

کیا ہم واقعی چائے پینے آئے تھے، وہ اس حرکت پر حیران ہوئی

نہیں آپ سے کس نے کہا،

تو اور کیا کیا آپ نے وہاں چائے اور چند ایک غیر ضروری باتوں کے، وہ برہم ہوئی

آپ نے کہہ تھا آپ نے ذوالفقار رضا دیکھا نہیں تو کیس کیسے کر سکتے ہیں بس اس لیے، وہ رئیسہ کی طرف دیکھتے مسکرایا تھا

آر یو سیریس، اس نے زاویار کو آنکھیں دیکھائیں

یس ابو یسلی، زاویار ہنسا تھا اس کے تاثرات دیکھ کر۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احمر براؤن کلر کے سوٹ میں ملبوس آفس جانے کے لیے تیار تھا وہ جاتے ساتھ ہاتھ میں موجود گھڑی پہننے لگا گیٹ سے باہر جانے سے پہلے اس کو منتہا کی آواز آئی تھی

آپ اتنی بڑی باتیں سننے کے بعد اس طرح سے آفس کیسے جاسکتے ہیں،اس کا اشارہ زاویار اور

اس کی بحث کی طرف تھا

جیسے جارہا ہوں،اس کا لہجہ مختلف تھا

آپ کو زاویار کی بات مان لینی چاہیے اگر وہ کہہ رہا ہے تو وہ صحیح ہو گا،

تم یہ کہنا چاہتی ہو میں غلط کر رہا ہوں اور تمہارا بھائی صحیح،انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا

آپ ہمیشہ سے زاویار کو ڈی گریڈ کرتے آئے ہیں آپ کو لگتا ہے صرف آپ صحیح ہیں اور

آس پاس موجود ہر شخص غلط ہے،کچن میں کھڑی وہ مدھم آواز میں کہہ رہی تھی

میں زاویار کو ڈی گریڈ نہیں کرتا ہوں اس کی خود کی حرکتیں ہی ایسی ہیں، آواز بلند نہ

ہونے کی وجہ سے وہ کچن کی طرف آ گیا

جو بھی ہے آپ کو بھرم رکھنا چاہیے تھاوہ کام وہ لوگ غلط ہو سکتے ہیں اگر وہ کہہ رہا ہے تو،

اس کام کو اور وہاں موجود لوگوں کو میں زاویار سے بہتر جانتا ہوں،

پر اگر اس کام سے لوگوں کی جان جا سکتی ہے تو کام کیوں کیا جائے،وہ جھنجھلائی تھی

اس کام سے تمہارا یہ گھر چلتا ہے،وہ برہمی سے بولا تھا

کیا فائدہ ایسی جاب کا جو آپ کا خود کا گھر آباد رکھے اور باقی سب کا برباد کر دیں،

یہ دنیا ہے منتہا یہاں یہ سب ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا،اس نے منتہا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

اس دنیا کہ بعد بھی ایک دنیا ہے جہاں اس دنیا کا حساب دینا ہوتا کیا آپ کے پاس کا جواب

ہے،

تم اپنے بھائی کی زبان بول رہی ہے اور مجھے غلط کہہ رہی ہو،اسے غصہ آیا

اتنے سالوں سے آپ کی بول رہی تھی تو بری نہیں لگی آج بھائی کی بول لی اور میں بری ہو

گئی اور وہ کہہ رہا ہے اس سے لوگ مر سکتے ہیں تو اس میں آپ بھی شامل ہیں آپ کیوں

سمجھتے اس بات ہم،وہ جذباتی ہوئی

ایسا کچھ نہیں ہو گا یہ سب اس کا وہم ہے،

اور زاویار کہ وہم صحیح ہوا کرتے ہیں،اس کی آنکھوں میں نمی لہرائی

مجھے دیر ہو رہی ہے،وہ جانے کے لیے مڑا

تو آپ نہیں چھوڑیں گے یہ جاب، آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے

تم زاویار کی باتوں کو اپنے دماغ سے نکل دوں یا ر یہ جاب میری اور میری فیملی کی ضرورت ہے،اس کی آواز بلند ہوئی

اور ہمیں آپ کی ضرورت ہے،وہ باقاعدہ رونے لگی تھی وہ بے بسی سے کھڑا اس کو دیکھنے لگا

آپ نے وہ زمین جو میرے نام کی تھی وہ کس کی کرم نوازی تھی،چند منٹ بعد وہ نارمل ہو کر دوبارہ مخاطب ہوئی

تم شک کر رہی ہو مجھ پہ،اس کی آواز میں صدمہ تھا۔

نہیں معلومات کے لیے پوچھا تا کہ کل کو مجھ پر کوئی شک نہ کریں،اس بارے میں بعد بات کریں گئے خدا حافظ،وہ باہر کی طرف جانے لگا اس نے گیٹ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھا ہی تھا کہ منتہا کی بات پر وہ حرکت نہ کر سکا

آپ کو کتنے ڈالر یا پاؤنڈ دیے ذوالفقار رضا نے جو آپ کا لہجہ دماغ سب بدل گیا،اس کی آواز مدھم تھی آنسو اب بھی آنکھوں سے بہہ رہے تھے وہ اس کی بات کا جواب دیے بنا باہر چلا گیا وہ مزید بحث نہیں کرنا چاہتا تھا منتہا سے۔

یہ ان کے درمیان جاب کے بعد سے ہونے والی پہلی اور آخری لڑائی تھی شاید۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

طلحہ ذوالفقار بلو کلر کی بٹن شرٹ اور وائٹ جینز میں ملبوس گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا بال ماتھے پر بکھرے ہوئے، کہنیوں تک فولڈ کیے بازو،وہ بہت دلچسپی سے اپنے سامنے موجود حویلی کو دیکھنے میں مصروف تھا کچھ دیر بعد آخر اس نے اندر جانے کا فیصلہ کیا

میرا پیغام دو جا کر صدیق رضا کو کہ طلحہ ذوالفقار ملنے آیا ہے،سامنے موجود گارڈ نے اس کا نام سنتے ہی دروازہ کھولا وہ یہاں کا پرانا ملزم تھا

اسے وہ گارڈ مہمان خانے میں بیٹھا کر اندر کی طرف چلا گیا اس کے سامنے ہر آنے والے مہمان کی طرح کھانے کے لوازمات رکھے گئے تھے جنہیں وہ مزے سے کھانے میں مصروف تھا۔

ارے چچا جان، صدیق رضا کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا کر ان کے گلے ملنے لگا تھا انہوں نے اس کو ہاتھ کے اشارے وہاں رکنے کا کہا

کہو کیا کام ہے، وہ اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھے

ارے میں آپ سے ملنے آیا ہوں کام کے لیے تھوڑی نہ آیا ہوں، اس کا لہجہ بہت خوشگوار تھا۔

میں نے ایک عرصے سے لوگوں سے ملنا ملانا چھوڑ دیا ہے اب اگر کوئی بھی اس گھر کی دہلیز پار کرتا ہے تو صرف اپنے مطلب کے لیے، ان کا لہجہ سخت نہیں تھا پر نرم بھی نہیں تھا

اگر آپ اتنا ہی کہہ رہے ہیں تو مطلب کی بات پر آتے ہیں چند سال پہلی ہوئی موت کے راز دار صرف تین لوگ زندہ ہے آپ میں اور میرے باپ آپ سمجھ گئے ہوں گے اب تو، وہ اب سنجیدہ تھا

کیوں تمہیں ڈر لگا رہا ہے حقیقت سے، وہ طنزیہ ہنسے تھے

ڈر رہا ہوتا تو اقبال مزار کا قتل کر کے اتنے سکون سے نہ بیٹھا ہوتا میں،

قتل بہادری کی نہیں بزدلی کی علامت ہے برخوردار،

آج کل آپ کے پاس لاہور کے مسافر زیادہ آنے لگے ہیں تو کوشش کریے گا جو وعدہ کیا تھا سالوں پہلے اس کا بھرم قائم رہ سکے، آگے کو جھکتے اس نے سخت لہجے میں کہا

یہ میرے وعدے کا برہم ہی ہے جو تمہارے سر پر اتنی نعمتیں ہیں اگر میں وعدہ خلافی کرتا بھتیجے تو تم اس وقت کسی یتیم خانے میں بیٹھے دو وقت کی روٹی کو ترس رہے ہوتے، لہجہ میں دکھ اور غصہ ایک ساتھ جھلکا تھا۔

میں مانتا ہوں اس بات کو پر آپ اپنے معاملات کراچی تک محدود رکھیں تو زیادہ بہتر ہو گا، اس کا اشارہ ہادی کے الیکشن کی طرف تھا

میرے معاملات جہاں بھی ہوں تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم ان سے دور رہو، اور یہ دھمکی تھی۔

اور اگر میں ایسا نہ کروں تو، وہ ان کا جواب سنا چاہتا تھا

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

تو پھر امیروں کا اصول ہے برخوردار جہاں قائدِ اعظم کام نہ آئے وہاں بھی شیطان اور

اسرازیل ایک ساتھ آتے ہیں،وہ مسکرائے

آپ دھمکی دے رہے ہیں مجھے،وہ حیران ہوا

میں آگاہ کر رہا ہوں تمہیں بھتیجے، طلحہ کی آنکھوں میں دیکھتے بولے تھے

آپ میرے معاملات میں مداخلت نہ کریں،میں وعدہ کرتا ہوں کبھی آپ کے سامنے آنا

تو دور میں اس شہر میں نہیں آؤ گا،مفاہمت کی کوشش کی

سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے

آپ بھول رہے ہیں کہ آپ بھی اس نسل سے ہی تعلق رکھتا ہیں،طنز کیا

تو پھر سمجھ جاؤ ہوا میں باتیں نہیں کر رہا میں،ان کے خاموش ہونے پر وہ جانے کے لیے

اٹھا

اپنے باپ سے کہنا پنجاب میں ہونے والے الیکشن میں اپنا دماغ استعمال مت کرے،اس

کے جانے سے پہلے وہ بولے تھے

اگر یہ پیغام دینے کے بعد بھی وہ اپنا دماغ استعمال کریں تو کیا کریں گے آپ،وہ اٹھ کر طلحہ کے مقابل آئے

تمہارا باپ بہت سمجھ دار ہے اس کو پتہ ہے صدیق رضا کے کال میں ٹانگ اڑانے کا کیا انجام ہوتا ہے،یہ ذوالفقار رضا کی خوش قسمتی ہے کہ وہ محفوظ ہے،ان کا لہجہ الفاظ کی طرح سخت تھا

دوبارہ اس گھر قدم نہیں رکھنا کہ گیٹ پہلی اور آخری مرتبہ کھولا ہے تمہارے لیے،دوبارہ قدم رکھا تو چار کندھوں پر جاؤ گے،جاتے جاتے وہ پھر مڑے تھے۔

طلحہ ذوالفقار سخت نظروں سے انہیں دیکھتا باہر کی طرف جانے لگا وہ جو سوچ کر آیا تھا ویسا ہوا نہیں تھا وہ یہ بھول گیا تھا کہ صدیق رضا ان کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور زہر دونوں طرف برابر کا تھا۔

ذوالفقار رضا کو پیغام دو کہ پنجاب میں ہونے والے وزیر اعلی کے الیکشن میں اپنا حصہ نہ ڈالے، نہیں تو صدیق رضا کو بیٹے کی باڈی مل گئی تھی ذوالفقار رضا کو وہ بھی نہیں ملے گی، اپنے خاص آدمی سے کہہ کر کمرے میں چلے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

رئیسہ بے جان قدموں سے چلتی ہوئی ہاسپٹل کے اندر داخل ہوئی وہ سارے راستے صرف ایک دعا کرتی آئی تھی اس کو ملی خبر جھوٹ ہو مذاق ہو مگر ارسلان احمد کا چہرہ دیکھتے اس ساری دعائیں رد ہو گئی تھی ارسلان احمد پولیس کے پاس کھڑے ان سے مخاطب تھے رئیسہ کے قریب پہنچنے پر اس کو ارسلان احمد کی آواز سنائی دی۔

جی جیسا آپ کو ٹھیک لگے آپ کرلے پوسٹمارٹم، رئیسہ کے لیے وہ جملہ نہ قابلِ یقین تھا اسے یاد آیا کہ دانیال کبھی اگر رپورٹ کے سلسلے میں پوسٹ مارٹم وارڈ میں جاتے تھے تو دن ان کی طبعیت ٹھیک نہیں رہتی تھی وہ کیسے ان کے ساتھ یہ ہونے دے سکتی تھی وہ ارسلان احمد کو نظر انداز کرتی تیزی سے دانیال کی باڈی کی طرف بڑی تھی

کوئی کہیں نہیں لے کر جائے گا انہیں، کچھ نہیں کرے گا ان کے ساتھ وہ چیخی تھی آس پاس موجود لوگ اس کی طرف متوجہ تھے

رئیسہ ہٹو یہاں سے پولیس کو اس کا کام کرنے دو، انہوں نے غصے سے رئیسہ کا بازو پکڑا

کون ہیں یہ کیا رشتہ ہے ان کا اس شخص سے، پولیس والا ارسلان احمد سے مخاطب ہوا

سرپرست ہیں میرے ان کے سارے رشتے مجھ سے ہیں آپ مجھ سے بات کریں، جواب رئیسہ نے دیا تھا

تمہارا باپ میں ہوں، وہ رئیسہ کی طرف دیکھتے غصے سے بولے تھے

نہیں ہے آپ میرے والد کوئی رشتہ نہیں ہے میرے سے آپ کا سمجھے آپ، وہ روتے ہوئے غصے سے بولی۔

تماشا مت لگاؤ رئیسہ، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس سے مخاطب تھے، شاید اتنے سالوں میں یہ پہلی بار ہوا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں تماشا نہیں لگا رہی ہوں آپ لگا رہیں ہیں نہیں ضرورت مجھے ایسے رشتے کی جو میرے ساتھ صرف میرے آئی ڈی کارڈ تک محدود ہو آپ آخر لگتے ہی کیا ہیں میرے کس حق سے آپ نے ان کو پوسٹ مارٹم کی اجازت دی، وہ شدید غصے سے پاگل ہونے لگی تھی۔

ارسلان احمد کا ہاتھ اٹھا تھا اور رئیسہ کو آج پہلی بار محرومی کا احساس ہوا تھا اور یتیمی کا بھی۔

اگر دوبارہ تمہاری آواز آئی تو دوسرا جنازہ میں تمہارا پڑھوں گا، انگلی اٹھا کر کہا تھا۔

وہ چہرے پر ہاتھ رکھے ارسلان احمد کا چہرہ دیکھنے لگی اسے شدید سے روتے ہوئے دانیال یاد آیا تھا۔

پولیس دوبارہ سے دانیال کی باڈی کو پوسٹمارٹم کے لیے لے کر جانے لگے وہ تیزی سے دوبارہ پولیس کی طرف بڑھی اور کسی کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بنا اس نے پولیس کی گن اپنے ماتھے پر رکھی اور دانیال کی باڈی کے سامنے کھڑی ہو گئی

اگر تم لوگوں نے دوبارہ میرے چاچو کو ہاتھ لگانے کی تو میں جان لے لوں گی خود کی، وہاں موجود تمام لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے ارسلان احمد دوبارہ اس کی طرف بڑھے

پولیس نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو رکنے کا کہا اور رئیسہ سے مخاطب ہوئے

او کے ہم نہیں لے کر جائے گے ان کو کہیں آپ گن ہٹائے وہاں سے، اس کے ہاتھ کھڑے تھے

مجھے یقین نہیں تم لوگوں پر مجھے ہاسپٹل سے جانے دو، آنسو مسلسل آنکھوں سے بہہ رہے تھے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے

پولیس نے ایمبولینس میں دانیال کو لٹایا اور وہ وہاں سے دور ہو کر کھڑی ہو گئی۔

ارسلان احمد نے بہت غصے سے رئیسہ کو دیکھا تھا وہ گن پھینک کر تیزی سے ایمبولینس میں داخل ہوئی اس ڈر سے یہ وہ دوبارہ دانیال کو لے جائے گئے

گھر آنے کے بعد وہ دانیال کی چارپائی کے ساتھ لگ کر بیٹھی رہی وہاں آنے جانے والے تمام لوگ اس کی منحوست کے قصیدے پڑھ رہے تھے اور ان میں اس کے گھر والے سرفہرست تھے وہ خاموش بیٹھی صرف دانیال کو دیکھتے آنسو بہا رہی تھی جنازے کے لیے لے جانے سے پہلے اس کی ماما نے بہت مشکل سے رئیسہ کو الگ کیا تھا

ماما انہوں نے کہہ تھا وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گئے پھر وہ کیوں جا رہے ہیں اکیلے ان کو پتہ ہے میں ان کی بغیر نہیں رہ سکتی مجھے ان کے ساتھ جانے دیں خدا کے لیے مجھے چھوڑ دیں ماما پلیز، وہ ہچکیوں سے روتی ہوتی منتوں پر آئی تھی وہ انس کو خاموش کرواتی اندر لے کر چلی گئی

وہ دیر بعد دوبارہ وہ سیڑھیوں سے نیچے آئی عورتوں کی آوازیں اس کے کانوں میں زہر گھولنے کا کام کر رہی تھی وہ غصے سے بلند آواز میں بولے گئی

اگر میں منحوس ہوں تو خدا کریں میری منحوست کا سایہ آپ سب پر پڑے اور آپ سب مر جائیں۔ سب کے سب، اس کی آواز باہر تک گئی تھی وہ بول کر ارسلان احمد کے کمرے میں چلی گئی وہاں صرف اس کی ماما موجود تھی

ماما مجھے آپ کی ضرورت ہے صرف آج رات کے لیے بیس سال بعد مجھے آپ کی ضرورت ہے پلیز مجھے اس رات کی طرح مت چھوڑے پلیز ایک بار گلے سے لگالے، وہ رو رہی تھی

تمہارا رہنما اس گھر سے اور اس دنیا سے چلا گیا ہے رئیسہ تمہاری یہاں موجودگی صرف تمہارے لیے مشکل ہے، وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میرے لیے یا آپ کے لیے، آنسو صاف کیے اپنے

سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے، انہوں نے اپنا چہرہ موڑ لیا تھا

رئیسہ باہر کی طرف جانے لگی جب اس کو ارسلان احمد نظر آئے۔

وہ بھیگی آنکھوں سے ان کا چہرہ دیکھتے وہاں سے چلی گئی اس رات وہ اس کمرے سے نہیں اس گھر سے چلی گئی تھی اس کا رہنما اس گھر میں نہیں تھا وہ گھر سے چند پیسے اور اپنی ضروری چیزیں لے کر لاہور جانے کے لیے گئی تھی اس شخص کے پاس جس کا دانیال نے اس سے کبھی ذکر کیا تھا۔

اسے وہ پیسے عشاء کی مدد سے دیے تھے جو اسکو زارا ارسلان نے دیے تھے گھر سے جانے کے بعد اس کی حفاظت کے لیے انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا وہ وہاں سے سیدھا قبرستان گئی تھی۔

آپ نے نے مجھ سے کہہ تھا آپ مجھے میری پسندیدہ جگہ پر لے کر جائے گے میری پسندیدہ جگہ تو قبرستان کبھی نہیں تھی آپ کو پتہ ہے مجھے قبرستان نہیں پسند تو آپ مجھے یہاں کیوں لے آئے،وہ ہچکیوں سے روتی قبر کے قریب بیٹھی ایسے مخاطب تھی جیسے وہ اس کے سامنے ہوں

آپ کو پتہ بابا نے ہاتھ اٹھایا مجھے پر ماما نے گلے تک نہیں لگایا مجھے اور وہ موجود لوگ مجھے منحوس کہہ رہے تھے۔اگر میں منحوس ہوں تو میں کیوں نہیں مر جاتی ہوں آپ نے کہہ تھا آپ میرے ساتھ ہمیشہ رہے گئے اگر دنیا خلاف بھی ہو تب بھی،آپ اٹھے اور دیکھے چاچو دنیا میرے خلاف ہو گئی،اس نے اپنا سر قبر پر رکھ دیا ساری خاموشی میں صرف اس کی سسکیاں گونج رہی تھی ساری رات وہ وہاں روتے ہوئے قرآن پڑھتی رہی صبح فجر کے بعد وہ وہاں جانے کے لیے اٹھی تھی

میری پسندیدہ جگہ قبرستان کبھی نہیں رہی اور اب میرے پاس اس قبرستان کے علاوہ کوئی جگہ نہیں رہی،یہ شہر میرے لیے ہمیشہ ظالم ہی رہا ہے"

وہ وہاں سے لاہور گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور،پاکستان

طلحہ آفس جانے کے لیے ناشتے کی ٹیبل سے اٹھا تھا جب ذوالفقار رضا نے اس کو مخاطب کیا وہ اخبار پڑھنے میں مصروف تھے

تم کراچی کیا کرنے گئے تھے،عام سا انداز تھا

بتایا تو تھا آپ کو رشتہ دیکھنے کے لیے گیا تھا آپ،وہ واپس جگہ پر بیٹھا

آج تو دیکھا لیا کیسا لگا پھر،اخبار سے نظریں ہٹا کر دلچسپی سے پوچھا۔

ٹھیک تھا آپ کے لحاظ سے کافی ہی تھا،وہ دونوں ایسے گفتگو کر رہے تھے جیسے یہ واقع سنجیدہ معاملہ ہو

اوو ہوا ابھی سے اتنی محبت پیدا ہو گئی مجھے بھی تو دیکھوں میری دوسری بیوی دکھنے میں کیسی ہے،وہ ہنسے

ہم روایتی لوگ ہیں لڑکی کی تصویر پہلے دیکھنے کا رواج نہیں ہے نکاح والے دن دیکھیے گا،وہ کہہ کر دوبارہ اٹھنے لگا

اچھا پھر میری تصویر بھی نہیں دیکھی ہوگی تمہاری نئی والدہ نے،وہ سوچتے ہوئے بولے

نہیں آپ کا چہرہ اخباروں اور ٹی وی پر کبھی کبھار نظر آجاتا ہے ہے انہوں نے دیکھا آپ نے اپنی روایت اور رواج خود توڑے ہیں بے پردگی کر کے،کوئی ان کی یہ گفتگو سن لیتا تو حیرانی اور صدمے سے بے ہوش ہوجاتا یقیناً

دوبارہ کراچی جاؤ گے تو چائے اپنی والدہ کے گھر سے پینا چچا کے گھر سے نہیں،انہوں نے دوبارہ اخبار کھولا

تو آپ کو پتہ چل گیا،وہ حیران نہیں ہوا تھا۔

ظاہر سی بات ہے جب تم اپنی ہونے والی والدہ کا گھر چھوڑ کر چچا کے گھر چائے پیو گے تو پتہ تو چلے گا نہ مجھے،ان کا لہجہ ان بھی نارمل تھا

ارے آپ تو ابھی سے زن مریدی کرنے لگے،وہ ہنسا تھا

Clubb of Quality Content

اتنی زن مریدی کبھی پہلی بیگم کی تو نہیں کی، یہ طنز تھا

اتنا احترام تم نے بھی تو نہیں کیا، جواب غیر متوقع تھا

مجھے دیر ہو رہی، اس کا موڈ خراب ہوا تھا اس بات پر

صدیق رضا سے تعلقات بڑھانے کی کوشش نہ کرو اگر نقصان ہوا تو یک طرفہ نہیں ہو گا

تم یہ کیوں بھول جاتے ہو تمہارا امریکہ جانا تمہاری ماما کی محبت میں نہیں تھا گناہ سے فرار کا ذریعہ تھا، طلحہ سے دور ہونے کی وجہ سے ان کی آواز بلند تھی وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے چلا گیا

طلحہ آفس میں بیٹھا فون پر سکرولنگ کرنے میں مصروف تھا دروازے کی دستک پر وہ اس طرف متوجہ ہوا "یس" اس کی نظریں اب بھی فون پر تھی۔

آنے والی اس کی سیکرٹری تھی

اسلام علیکم سر، ٹیبل کے پاس رک کر اس نے طلحہ کو متوجہ کرنے کی کوشش کی

وعلیکم السلام جی کہیں، فون سے نظریں ہٹا کر ایک نظر اس کی طرف دیکھا تھا

سر بیسمنٹ میں موجود مشین میں کچھ مسئلہ ہے اس کی رپورٹ کل ملی تھی مجھے میں نے کال کر دی تھی کچھ لوگ آج یا کل آجائیں گے ٹھیک کرنے تو تب تک مشینز بند رہے تو زیادہ بہتر ہو گا،وہ بہت تیزی سے بولی تھی۔

ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں بند رہنے دو ان کو میں خود بھی ایک بار کال کر دوں گا آپ وہاں کام کرنے والے لیبرز کو چھٹی دیں دے،وہ فون میں نمبر ڈائل کرنے لگا۔

جی ٹھیک ہے،وہ کہہ کر باہر چلی گئی اور طلحہ فون پر بات کرنے لگا

طلحہ کی بات کو نظر انداز کرتے احمر نے دوبارہ سے ورکرز کو کام پر لگا دیا تھا اور طلحہ کی سیکرٹری اس کے آفس میں موجود احمر سے بحث کرنے میں مصروف تھی

مسٹر احمر وہ مشینز بند کروائے طلحہ سر نے آڈر نہیں دیا ان کا چلانے کا آپ کو پتہ ہے اس میں مسئلہ ہے یہ نقصان دہ ہو سکتا ہے،

مجھے یہ مشنز بند کرنے کے آڈر نہیں ملے ذوالفقار رضا سے اور وہ طلحہ سے بہتر جانتے ہیں، تو اپنا کام کرو اور مجھے میرا کام کرنے دو،وہ غصے سے بولا۔

آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں ان مشینز میں کیا مسئلہ ہے مجھ سے پہلے وہ رپورٹ آپ کو میل کی گئی تھی۔

نہیں میں نہیں جانتا اور نہ مجھے کوئی میل ملی ہے،وہ آفس سے اٹھ کر بیسمنٹ کی طرف چلا گیا

چند گھنٹوں بعد وہاں موجود کام کرنے والا شخص طلحہ کے آفس میں داخل ہوا

جی آپ کون اور کیا ہوا ہے، طلحہ نے اس شخص کو پہلی بار دیکھا تھا

سر وہ مشینز اوور ہیٹ ہو رہی ہیں وہ نقصان دہ ہو سکتی ہیں اور ان کو بند نہیں کیا جا رہا، گہرے سانس لیتے اس نے اپنی بات پوری کی

واٹ وہ مشنز بند کروائیں تھی میں نے تو کس نے دوبارہ یہ کام کیا،وہ غصہ سے چیخا

وہ احمر سر نے،احمر کا نام سنتے ہی اس کے غصے میں مزید اضافہ ہوا تھا وہ بیسمنٹ کی طرف بڑھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ان مشینز کو چلانے کی پتہ ہونے کے باوجود کے ان میں مسئلہ ہے،وہ احمر پر چیخا تھا۔

کس کی اجازت سے تم نے یہ کیا ہاں،وہاں موجود تمام لوگ ان کی طرف متوجہ تھے اس کے جواب نہ دینے پر اس کی آواز مزید اونچی ہوئی۔

تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہہ تھا مجھے تمہارے باپ نے رکھا ہے اور اجازت بھی میں ان سے لوں تو میں نے لے لی اجازت،اس کی آواز طلحہ سے کم نہیں تھی۔

بھاڑ میں گئے تم اور تمہاری اجازت،وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا تھا،احمر اس سے پہلے وہاں پہنچا تھا طلحہ کا دل کیا وہ اس کی گردن دبادے۔

تم سب یہاں موجود تمام ورکرز نکلو یہاں سے۔ ورنہ مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہو گا اگر کوئی یہاں رکا تو اس کی جان میں خود لو گا سمجھے،جس جس نے اس کی آواز سنی تھی وہ باہر کو جانے لگے

اگر تم لوگ یہاں سے گئے یا یہ مشینز بند کی تو بات سیدھا ذوالفقار رضا کے آفس میں ہو گی،اس کی آواز پر وہ لوگ جاتے جاتے رکے تھے۔ طلحہ اس کی حرکت پر غصہ کرتے ذوالفقار رضا کو فون کرنے کے لیے باہر چلا گیا

طلحہ کے جانے کے بعد احمر نے وہاں موجود ساری مشینز چلا دی اور ورکرز کو ہدایت دینے لگا

یہ کس مصیبت کو آپ نے میرے سر پر مسلط۔۔۔اس کو بات پوری ہونے سے پہلے

بیسمنٹ میں دھماکے کی آواز گونجی تھی وہ بھاگتا ہوا اس طرف بڑھا۔ ہر طرف آگ۔۔۔

اور لوگ بھاگ رہے تھے

اندر جاتے ہوئے آگ سے اس کا بازو جلا تھا۔

چند لمحوں میں وہاں سب کچھ بدل گیا تھا فائر بریگیڈ یر،ایمبولینس اور پولیس کی گاڑیوں کی آواز

ہر طرف گونج رہی تھی۔

میڈیا چیخ چیخ کر وہاں ہونے والے حادثے کو دوہرا رہی تھی

"آپ کو ایک اہم خبر سے آگاہ کرتے جائیں کہ طلحہ انڈسٹری میں مینیجر کے عہد پر کام

کرنے والے احمر ملک کا موقع پر انتقال ہو گیا ہے "نیوز رپورٹر بار بار یہ خبر دوہرا رہا تھا

خبر سنتے ہی منتہا کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر اس کے پیروں میں بکھرا تھا۔

کورٹ میں موجود زاویار سانس نہیں لے سکا۔اس کے کانوں میں احمر کی آواز گونجی تھی۔

"جب تمہارا کوئی عزیز مرے گا تو تب کر لینا تم کیس"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842